صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار 24۔ اگست 2015ء

روزنامہ الفضل
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
سوموار 24۔اگست 2015ء 8ذیقعد 1436ہجری 24ظہور 1394ہش جلد 65-100 نمبر 192

دین کے منادی بننے کی دعا

نجات اِن کو عطا کر گندگی سے ۔۔۔ برات اُن کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوش حال اور فرخندگی سے ۔۔۔ بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جماعت کے واعظین کی صفات:

''یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں، تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دُوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں، مگر خود اس پر عمل نہیں، وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے، بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اِباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے کیونکہ سُننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اُس کی عملی حالت ہے۔

دوسری بات جو ان واعظوں کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہارِ حق کے لئے بول سکیں اور حق گوئی کے لئے اُن کے دل پر کسی دولتمند کا تموّل یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقویٰ ہو۔ کوئی علم بدُوں تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بدُوں علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنت اللہ یہی ہے۔ جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔ اور یہ مَیں اس لئے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں، فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کس قدر جواب لکھے جاویں۔ اگر خود یہ لوگ علمِ صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 281)

عشرہ تعلیم

خدا کے فضل سے نظارت تعلیم فروغ تعلیم کے سلسلہ میں دن رات کوشاں ہے۔

دوسرا تعلیمی عشرہ 20 تا 29 ستمبر 2015ء کو منایا جا رہا ہے۔ اس عشرے میں تمام سیکرٹری تعلیم جماعت کوشش کریں کہ درج ذیل امور کی طرف توجہ رہے۔

☆ تمام طلباء/ طالبات کے کوائف اکٹھے کئے جائیں با قاعدہ رجسٹر تیار کیا جائے۔

☆ ڈراپ آؤٹ طلباء/ طالبات سے خصوصی طور پر ملا جائے ایسے طلبہ جنہوں نے گزشتہ 3 سالوں میں بارہویں کلاس سے پہلے تعلیم ترک کی ہوئی ہے انہیں دوبارہ تعلیم جاری کرنے کے لئے کہا جائے۔ حضور انور نے فرمایا: ''میں کہوں گا کہ ہر احمدی بچہ کم از کم ایف اے ضرور پاس کرے۔''

☆ سیمینارز، کوچنگ کلاسز اور کونسلنگ کی جائے۔

☆ سکول میں اول، دوئم، سوئم آنے والوں کو انعامات دینے کی تقریبات کی جائیں۔

☆ لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے جن میں درسی کتب رکھی جائیں۔

☆ حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط خصوصی طور پر لکھوائے جائیں۔

☆ میٹرک انٹرمیڈیٹ کے رزلٹ اکٹھے کئے جائیں۔

☆ امداد طلباء کیلئے خصوصی توجہ دی جائے وعدہ جات اور ان کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کی جائے۔

☆ اپنی کارکردگی کی رپورٹ عشرہ منانے کے بعد سیکرٹریان تعلیم اضلاع کی وساطت سے مرکز بھجوائی جائے۔

☆ سیکرٹریان تعلیم اضلاع اپنی ماہانہ رپورٹ کے ساتھ عشرہ کی رپورٹ بھجوائیں۔

☆ پہلے عشرہ میں جو کمی رہ گئی تھی اب اسے پورا کر لیا جائے۔

(نظارت تعلیم)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

حضرت قاضی ظہور الدین اکمل کے چند منتخب اشعار

ہو درود آپؐ پہ افلاک سے آنے والے
اپنی امت کو ہلاکت سے بچانے والے

کس سے سیکھا ہے یہ اندازِ سخن اے اکملؔ
کہ ہیں انگشت بدنداں سبھی حیراں ہو کر

فقط اظہار درد دل ہے مقصد اپنے شعروں سے
یہ میں نے کب کہا اکملؔ زباں دانوں میں رہتا ہوں

بیٹھا ہے تیرے در پر دُھونی رمائے اکملؔ
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

کیا خوف ہے خزاں کا اس بوستاں دیں کو
جب احمد مکرم ہے باغباں ہمارا

آتش فرقت محبوب نے جب گرمایا
جذبۂ شوق زیارت مجھے پھر لے آیا
کیا کہوں ہجر کی گھڑیاں ہیں گزاریں کیوں کر
دل شیدا کو تری یاد نے کیا تڑپایا

ہم قادیاں کو چھوڑ کے ہر گز نہ جائیں گے
کوچے میں اپنے یار کی دھونی رمائیں گے
پروانہ وار جان بھی کر دیں گے ہم نثار
لَو اپنی شمع حسن سے ایسی لگائیں گے

مجھے خدا کی قسم سن لے اے میرے دلدار
کہ تم سے بڑھ کے نہیں ہے کسی سے میرا پیار

میں اپنے بخت پہ کس واسطے نہ ناز کروں
جناب حق میں نہ کیوں خم سر نیاز کروں

دیکھا جہاں بھی نقش کف پائے میرزا
اکمل نے جھٹ ادا وہیں دوگانہ کر دیا

خوشبو سے ان کی میرا معطر دماغ ہے
کوئی دکھائے مجھ کو ہیں ایسے کہاں کے پھول

منظور یہ دعا مرے پروردگار ہو
اکمل کی جان راہ میں تیری نثار ہو

وہ چہرۂ منور کچھ اور دیکھ لیتے
وہ دلستان و دلبر۔ کچھ اور دیکھ لیتے

ظلمتیں ظلم کی۔ کافور سبھی ہو جائیں
نور ایماں کی جو اک شمع فروزاں کر دیں

سر تسلیم خم ہے دیکھتے کیا ہو میں حاضر ہوں
جو ہو تیار مرنے پر اسے تیار کیا کرنا

ہائے وہ بیتابئ دل اور وہ شوق لقا
روز لے جاتا تھا مجھ کو کوئے جاناں کی طرف

حق نے اک مامور بھیجا شکر ہے
اپنی بہبودی کی صورت ہو گئی

جاں نثاری سے ملا کرتی ہے اک تازہ حیات
بڑھ کے اکمل کہہ بھی دو ”تیرے وفا داروں میں ہوں“

مرا جرم کیا ہے محبت ہے مجھ کو
خطا میری کیا ہے وفادار ہوں میں

خدا کے فضلوں کے امیدوار ہیں ہم لوگ
رہین رحمت پروردگار ہیں ہم لوگ

حق نے سیدنا محمدؐ کو بنایا ہے سراج
ہے اسی شمس الضحیٰ کی روشنی گھر گھر میں آج

چودھویں کے چاند سے مجھ کو محبت ہو گئی
اس صدی میں جب سے تو اے ماہ رُو پیدا ہوا

نئی زمین نیا آسمان بنائیں گے
خدا کے فضل سے سب کچھ یہ کر دکھائیں گے

مجھے دوری سے حضوری میں بلا لو آقا
اب کہاں جاؤں گا قدموں میں بٹھا لو آقا

خلافت موجب اجماع امت ایک رحمت ہے
خلافت باعث اعزاز ملت ایک نعمت ہے

محمدؐ مصطفیٰ پہ جان و دل قربان ہو میرا
یہی ہو زندگی میری یہی ایمان ہو میرا

حسینؓ ابن علیؓ پر رحمتیں مولائے سرمد کی
کہ جس نے آبیاری خوں سے کی دین محمدؐ کی

(انتخاب: پروفیسر عبدالصمد قریشی)

مکرم بریگیڈیئر (ر) دبیر احمد پیر صاحب

غزوۂ تبوک رجب 9 ہجری (ستمبر 630ء)

پس منظر

فتح مکہ کے بعد عرب کے شمال سرحدی علاقوں میں سکونت رکھنے والے قبائل بھی قیصر کے رسوخ سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنے لگے تھے۔ ان قبائل میں سے عذرہ اور بلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ سلطنت روما کیلئے یہ صورتحال تشویش کا باعث تھی جو اسے مدینہ پر حملہ کیلئے انگیخت کرنے کا موجب ہوسکتی تھی۔ فتح مکہ نے اسلامی سلطنت کو عرب میں مضبوط بنیادوں پر قائم کردیا تھا اور ایسی طاقت ثابت کردیا تھا کہ اس وقت دنیا کی دو بڑی حکومتیں اس طاقت کو کچلنے کے لئے سنجیدہ ہو چکی تھیں اور عملی طور پر اقدام کرنے لگی تھیں۔

ان دنوں کسریٰ فارس کی حکومت اندرونی سازشوں کا شکار ہونے کے سبب غیر فعال ہو چکی تھی جس کی وجہ سے اس کے زیرنگین کئی علاقے بھی یکے بعد دیگرے اسلامی سلطنت کا حصہ بن چکے تھے اور وہاں کے حکمران اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر چکے تھے۔ ان حالات میں کسریٰ کی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ٹکر لینے کی ہمت نہیں تھی۔

سلطنت روما 2 ہجری میں فارس کی سلطنت کو شکست دینے کے بعد دنیا کی طاقتور ترین سلطنت بن چکی تھی۔ فتح مکہ کے بعد اسلامی سلطنت کی بالادستی سارے عرب میں ثابت اور قائم ہو چکی تھی۔ یہ صورتحال قیصر کے ماتحت عرب کے شمالی علاقوں اور ان سے ملحقہ شامی علاقوں کے حکمرانوں کے لئے عموماً اور قیصر کی مرکزی حکومت کے لئے خصوصاً بہت بڑا خطرہ تھی۔ اس صورتحال سے نپٹنے کے لئے اس کے پاس سوائے ایک فیصلہ کن جنگ کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ غسانی حکمران تو پہلے ہی مدینہ پر حملہ کی دھمکیاں دے چکے تھے اور اب امکان تھا کہ اس خطرہ سے نپٹنے کے لئے ان علاقوں کے حکمران سلطنت روما کی مرکزی حکومت کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کریں گے۔

6 ہجری میں قیصر روم کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے بعد ان کے اور مدینہ کے درمیان کئی اہم واقعات رونما ہوئے جن میں بصریٰ کے حاکم حارث بن ابی شمر اور بلقاء کے علاقہ کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط، ان کا سفیر اسلام حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کرنا، عرب کے شمالی علاقوں نیز شام کے جنوبی علاقوں میں اسلام کے خلاف نفرت و مخالفت کی فضا کا قائم ہونا، بصریٰ کے حاکم کا مدینہ پر حملہ کی دھمکی دینا اور اس کے لئے تیاری کرنا، 8 ہجری میں موتہ اور السلاسل کے سرایا وغیرہ بھی غزوہ تبوک کا وسیع پس منظر پیش کرتے ہیں۔

رومی فوج کی تیاریاں اور مدینہ پر اثرات

جب بصریٰ کے عیسائی حکمران حارث بن ابی شمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا تو اس نے اس پر اپنے منفی ردّعمل اور عداوت کا اظہار کیا اور مدینہ پر حملہ کی دھمکی دی جس کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں کو ایک عرصہ تک یہ توقع رہی کہ وہ کسی بھی وقت مدینہ پر حملہ کردے گا۔ لیکن اب یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مسلمانوں سے جنگ کے لئے غسانی لوگ بالکل تیار ہیں اور اپنے گھوڑوں کو نعل لگوا رہے ہیں۔ شام کے نبطی قبیلہ کے لوگ جو تیل کی تجارت کے لئے عرب کا سفر کرتے تھے، انہی دنوں مدینہ آئے تو ان کے ذریعہ اہل مدینہ کو رومی فوج کی تیاریوں کا علم ہوا کہ قیصر نے روم کے ایک عظیم سپہ سالار کی قیادت میں کئی قبائل کے جنگجوؤں پر مشتمل 40000 سپاہیوں کا ایک لشکر جرار تیار کیا ہے اور یہ لشکر بلقاء کے مقام پر جمع ہو رہا ہے۔

مدینہ میں منافقین کی سرگرمیاں

فتح مکہ کے بعد سے منافقین کی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ کسی طرح مسلمان سلطنت روما سے ٹکرلیں اور تباہ ہو جائیں۔ ابو عامر راہب ایک مشہور دشمن اسلام تھا جس کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ وہ نہ تو عیسائی تھا اور نہ ہی یہودی لیکن یہود و نصاریٰ کے ساتھ گہرے تعلقات رکھتا تھا اور ان کے وظائف وغیرہ کا بھی ماہر تھا۔ اسی وجہ سے ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے مدینہ کے منافقین سے تعلقات پیدا کئے اور انہوں نے مل کر یہ سازش تیار کی کہ ابو عامر تو شام جا کر قیصر اور عرب عیسائی قبائل کو مدینہ پر حملہ کے لئے اکسائے گا جبکہ مدینہ میں منافقین قیصر روم کے حملہ کی افواہیں پھیلا کر مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کریں گے اور ان کے حوصلے توڑیں گے۔

اس منصوبہ بندی کے تحت ابو عامر شام روانہ ہوگیا اور ادھر مدینہ میں منافق روز نئی افواہوں کے ذریعہ شر پھیلانے میں مستعد ہوگئے۔ وہ روز اس طرح کی کوئی نہ کوئی افواہ پھیلا دیتے کہ فلاں قافلہ آیا تھا جس نے یہ خبر دی کہ قیصر مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ فلاں قافلہ والے یہ بتاتے تھے کہ رومی فوج مدینہ پر حملہ کر رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی افواہیں اس کثرت اور تیزی سے پھیلنی شروع ہوئیں کہ مدینہ کی فضا میں خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

تبوک کے لئے تیاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افواہوں کے پیش نظر یہ فیصلہ فرمایا کہ قبل اس کے کہ رومی فوج اسلامی سلطنت میں داخل ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود جا کر شام کی سرحدوں پر رومی فوج سے مقابلہ کریں گے۔

یہ ماہ ستمبر کے آخری ایام تھے اور موسم خوب گرم تھا۔ عرب میں اس سال قحط سالی کی وجہ سے مسلمانوں کے مالی حالات بھی خراب تھے۔ باغوں میں پھل کم لگا تھا اور غلہ کی پیداوار بھی کم ہوئی تھی۔ فصلیں اس وقت مکمل طور پر تیار تھیں۔ سواریاں بہت تھوڑی تھیں جبکہ سفر کٹھن اور دور دراز کے علاقے کا تھا۔ گویا کہ اس مہم کے لئے وسائل کم اور مسائل زیادہ تھے۔ منافقین ان حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انفرادی طور پر مسلمانوں کے پاس جا جا کر ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے بڑے لشکر اور اس قدر عظیم سلطنت کے مقابلہ کے لئے تمہیں نہیں جانا چاہئے۔ وہ چاہتے تھے کہ کم سے کم مسلمان اس غزوہ میں شرکت کریں تاکہ شکست حتمی ہو۔

گزشتہ غزوات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہ یہ جانتے تھے کہ اسلامی لشکر میں مجاہدوں کی تعداد کی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس غزوہ پر جانا ہر حالت میں ضروری ہے لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے جایا کیسے جائے۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس سامان حرب محدود تھا اور دوران سال کئی قبائل کی امداد اور بکثرت وفود کی آمد کی وجہ سے بیت المال بھی خالی تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتحال کے مدنظر تمام مسلمان قبائل سے سامان حرب کے ساتھ افرادی اور مالی مدد بھی طلب کرلی۔

مدینہ میں غزوہ کے لئے تیاری کا اعلان سنتے ہی گہما گہمی شروع ہوگئی۔ صحابہ نے حالات کے پیش نظر ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا نصف پیش کردیا جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال اس غزوہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور گھر میں بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے 900 اونٹ، 100 گھوڑے، 200 اوقیہ چاندی اور 1000 دینار پیش کئے۔ اسی طرح باقی صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق انتہائی اور اپنی استطاعت کی آخری حدوں پر پہنچ کر قربانیاں پیش کیں۔

غزوہ کی تیاریوں کے دوران منافقین بھی اپنا کام دکھاتے رہے اور نئے نئے حربوں کو استعمال کر کے مسلمانوں کو جنگ پر جانے سے روکنے کی کوششوں میں مصروف رہے۔

تبوک کے لئے کوچ اور سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت محمد بن مسلمہؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور باقی قبائل کی ہر شاخ کو حکم دیا کہ وہ اپنے چھوٹے اور بڑے جھنڈے بنالیں اور اپنے اپنے افراد کے ساتھ اپنی اپنی ترتیب اور مرضی کے ساتھ روانہ ہوں۔ اسلامی لشکر میں تیس ہزار مجاہد، دس ہزار گھوڑے اور سواری کے لئے بڑی تعداد میں اونٹ تھے۔

تبوک مدینہ سے شام کی اس شاہراہ پر واقع ہے جو تجارتی قافلوں کی عام گزرگاہ تھی۔ یہ وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک شہر تھا۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ کم از کم 375 میل تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طریق یہ تھا کہ کسی غزوہ کے لئے خروج فرماتے تو مصلحتوں کے تحت اپنے اصل ہدف کو مخفی رکھتے تھے۔ لیکن خلاف معمول اس غزوہ میں آپؐ نے ہدف کے بارے میں کھول کر بتا دیا تاکہ صحابہ کو معلوم ہو کہ اس غزوہ کے لئے لمبا سفر کرنا پڑے گا جس کا راستہ نہایت مشکل اور گرمی کی شدت کے باعث ازحد دشوار گزار رہے۔

منافقین کی سازشوں کے سبب آپؐ نے خاص طور پر اہل بیت کی حفاظت کے لئے حضرت علیؓ کو مدینہ میں رہنے کی ہدایت فرمائی۔

گرمی کی شدت کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کو عمومی طور پر دن کے وقت آرام کرواتے اور گرمی کی شدت کم ہونے پر سفر کرتے۔ کئی مرتبہ راتوں کو بھی سفر جاری رکھا۔ اتنی بڑی فوج کے ساتھ ایسے مشکل، طویل اور کٹھن سفر کا یہ پہلا موقع تھا۔ آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی پیچھے رہ جائے تو وہ خود ہی کوشش کر کے لشکر سے آ ملے کیونکہ

سارے لشکر کو روکنا ممکن نہیں تھا۔

سفر کے دوران لشکر قوم ثمود کے شہر حجر کے مقام سے گزرا جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہاں کے گھروں میں جانے اور وہاں کا پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

سفر کے دوران ایک موقع پر راشن کم ہو گیا اور لوگ بھوک سے نڈھال ہو گئے۔

تبوک میں قیام

اسلامی لشکر تبوک میں اتر کر خیمہ زن ہوا۔ مسلمانوں کے حوصلے بہت بلند تھے اور وہ رومیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار تھے۔ دوسری طرف رومیوں اور ان کے حلیفوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو انہیں آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور وہ اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ ان کے اس طرز عمل کا اثر عرب کے اندر اور باہر مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت عمدہ مرتب ہوا اور مسلمانوں نے ایسے ایسے اہم سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

تبوک میں قیام کے دوران آپ ﷺ نے مختلف اطراف میں وفود اور فوجی دستے بھجوائے جن کا مقصد ہرقل کی فوج کی خبروں کا حصول اور بعض قبائل سے معاہدات تھا۔ تبوک میں قیام کے دوران بعض صحابہؓ نے علاقے کے لوگوں سے ہلکی پھلکی تجارت بھی کی۔

تبوک میں قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو 420 سواروں کے ساتھ اکیدر بن مالک کے خلاف دومۃ الجندل بھجوایا۔ اس سریہ میں اکیدر بن مالک پکڑا گیا اور کثیر تعداد میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اکیدر بن مالک کو تبوک میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایلہ کے حاکم یحنہ بن روبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور صلح کا معاہدہ کیا۔ جرباء اور اذرح کے باشندوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ دینا منظور کیا۔

ان حالات کو دیکھ کر وہ قبائل جو اب تک رومیوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے، سمجھ گئے کہ اب اپنے ان پرانے سرپرستوں پر اعتماد کرنے کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ مسلمانوں کے حمایتی بن گئے۔ اس طرح اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع ہو کر براہ راست رومی سرحد سے جا ملیں اور رومیوں کے آلہ کاروں کا بڑی حد تک خاتمہ ہو گیا۔

ہرقل کا مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا سبب

اسلام کی عظمت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب اور جلال ہرقل کے دل میں گھر کر گیا تھا۔ عرب میں ہر سمت اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت، تمام قبائل کی مسلسل ناکامی اور شکست، عرب میں یہود کا کلیۃً محکوم و متبوع ہو جانا وغیرہ ایسے شواہد تھے جن کے پیش نظر وہ اسلام سے ایک ہیبت محسوس کرتا تھا۔ موتہ کے میدان میں ایک معمولی گنتی والی اسلامی فوج سے مقابلہ میں ناکامی اور پھر مکہ کی فتح کے بعد عرب پر اسلام کا حتمی تسلط اس کے خوف کو مزید بڑھانے کا موجب تھا۔ اس کیفیت اور صورتحال کو عرب اور شام کے سرحدی قبائل بھی جو رومی سلطنت کے باجگزار تھے محسوس کر رہے تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے دوران ان علاقوں کے حکمرانوں نے بلاتردد اور بغیر مشورہ و خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے یا اسلام قبول کیا۔ ان علاقوں کا اسلامی سلطنت کے ساتھ الحاق نیز مذکورہ بالا وجوہات اسلامی سلطنت اور رومی سلطنت کے مابین لڑائی کے لئے کافی وجہ ہو سکتی تھیں اور بظاہر کوئی روک بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پس ان واقعات کو جو رومی سلطنت کی حدود میں رونما ہو رہے تھے، ہرقل کا برداشت کرتے چلے جانا اور مسلمانوں سے لڑائی کے لئے نہ نکلنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان سے کس قدر دہشت زدہ اور مرعوب تھا۔

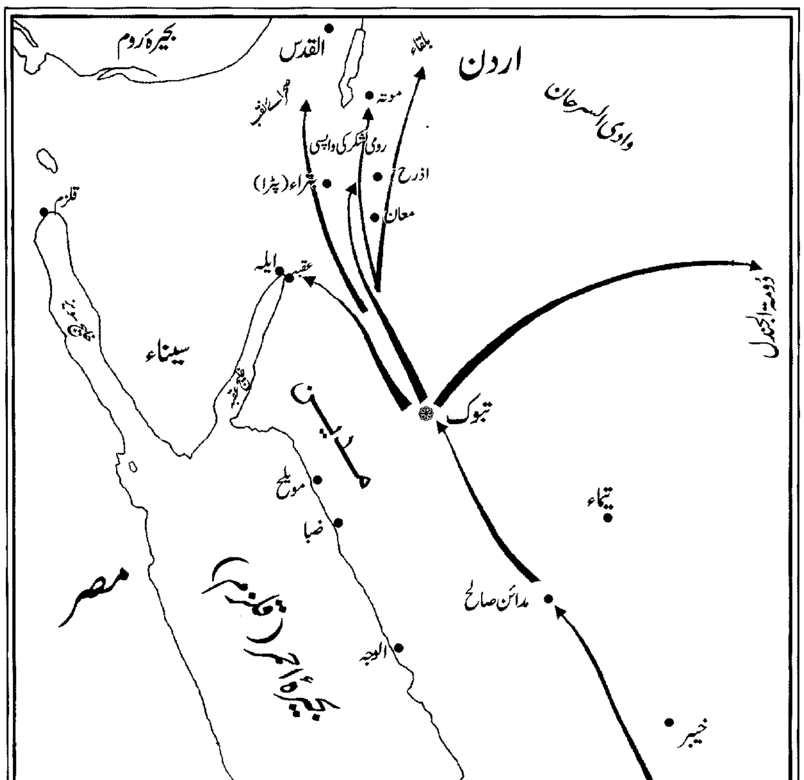

غزوۂ تبوک
(غزوۃ العسرہ رجب 9ھ)

مدینہ کے لئے واپسی

اسلامی لشکر تقریباً 20 دن تبوک میں رہ کر لڑائی کے بغیر واپس مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس غزوہ میں ان کی رومی لشکر سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے رومی سلطنت کے کئی علاقے ان سے الگ ہو کر مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گئے۔ اس صورتحال سے جہاں اسلامی سلطنت کو نمایاں برتری اور غیر معمولی تقویت حاصل ہوئی وہاں نہ صرف رومی سلطنت کی سرحدیں سکڑ گئیں بلکہ ان کی ساکھ بھی بری طرح مجروح ہوئی۔

راستے میں منافقین نے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کچھ فاصلے پر ایک گھاٹی سے گزر رہے تھے پہلے سے تیار شدہ سازش کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ دشمن کے ارادوں کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے کر ان کے منصوبوں کو باطل کر دیا اور بعد میں ان کے نام بھی بتا دیئے۔

اسلامی لشکر مدینہ سے تبوک کے لئے رجب 9 ہجری کو روانہ ہوا تھا اور جب وہ واپس مدینہ آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ اس مہم پر 50 روز صرف ہوئے۔ 20 دن تبوک میں اور 30 دن آمد و رفت میں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی۔

تجزیہ

غزوۂ تبوک ایک ایسی مہم تھی جس میں لڑائی کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی سلطنت کی تباہی پر مہر لگا دی۔ رومی فوج اپنے سے کم تعداد اسلامی لشکر سے لڑنے کا بھی حوصلہ نہ کر سکی اور ان کی فوج باوجود تعداد میں زیادہ ہونے کے اپنے علاقے میں بکھر گئی۔

اس غزوہ کا مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت مثبت اثر پڑا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ سے ایسے سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔

تمام قبائل نے جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے۔

اسلامی حکومت کی سرحدیں براہ راست رومی سرحد سے مل گئیں۔

مخالفین پر یہ واضح ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام سب سے بڑی طاقت ہے۔

Initiative & aggressive spirit

باوجود کم، چھوٹی اور کمزور فوج کے آپ ﷺ جنگ کو دشمن کے علاقے میں لے کر گئے۔ ایک چھوٹی اور کمزور فوج سے دشمن کو threaten کیا۔

شام کے سرحدی قبائل پر اثر:

☆ اثر کے علاقے (influenceof area) کی expansion۔

☆ رومیوں کے اثر کا خاتمہ ہوا۔

☆ سرحدی قبائل کو جو رومیوں کی protection حاصل تھی اس کا خاتمہ ہوا۔

نتائج

غزوۂ تبوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا جس میں آپؐ نے شرکت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 2 ہجری سے رجب 9 ہجری تک تقریباً 7 سال کے عرصہ میں 29 غزوات میں حصہ لیا اور 59 سرایا بھجوائے۔ غزوۂ تبوک کے بعد مخالفین اسلام پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی تھی کہ اب جزیرۃ العرب میں اسلام کی طاقت کے سوا اور کوئی طاقت زندہ نہیں رہ سکتی۔ مدینہ میں مختلف قبیلوں اور علاقوں کے وفود کثرت سے آنے شروع ہو گئے تھے اور اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا تھا۔

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب (جرمن نژاد احمدی مصنف وشاعر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ حسین یادیں

جب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے پہلی بار ملا تو آپ سے ناواقف تھا۔ یہ 1973ء کا ذکر ہے۔ آپ ربوہ میں جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے سیاہ فام امریکیوں کے ایک وفد سے نئے بنے ہوئے گیسٹ ہاؤس میں بات کر رہے تھے۔ میں ربوہ میں اپنی اس معجزاتی آمد پر (جس کا ذکر میں اپنے کتابچہ Zur Stadt der "glucklichen Tranen" میں کر چکا ہوں) جذبات کی شدت سے بہت بے قرار تھا اور جو پیارا ماحول مجھے پاکستان اور ربوہ میں ملا اس سے میری خوشی اور جوش کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ میں صبح کی لمبی سیر کے بعد واپس گیسٹ ہاؤس آیا تھا۔ حضور کی بات کاٹتے ہوئے میں بلا جھجک گفتگو میں مخل ہو گیا اور میں نے کچھ نامناسب سی باتیں کیں۔ یہ سوچ کر کہ میرے تجربات اور دین سے محبت شاید ان امریکی احمدیوں کے لئے کار آمد ہوں۔ حضور میری اس جرأت پر حیران تو ضرور ہوئے ہوں گے لیکن آپ نے بہت تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ آپ نے میرے ساتھ بات چیت شروع کر دی اور کچھ دیر جاری رہنے کے بعد پھر یہ محفل برخاست ہوگئی۔ باوجود اس کے کہ ربوہ کے معززین میں میرا کوئی واقف کار نہ تھا پھر بھی میں فرینکفرٹ سے ربوہ کے بزرگان کے لئے چند تحائف لے کر آیا تھا۔ سو میں نے حضور کی خدمت میں ایک قلم تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے قدرے حیرانگی سے پوچھا کہ بھئی یہ کس لئے۔ میں نے جواباً عرض کی (کیونکہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں) دو سال بعد یعنی 1975ء میں مجھے پھر جلسہ سالانہ پر ربوہ جانے کا موقع ملا۔ اس سال بھی بہت سارے غیر ملکی مہمان آئے ہوئے تھے۔ اس دفعہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ان میں سے بہت سوں کو اپنی ذاتی رہائش گاہ پر شام کے کھانے کے لئے مدعو کیا ہوا تھا۔ اس موقع پر حضور نے دیگر باتوں کے ساتھ وہ قلم بھی بہت محبت کے ساتھ دکھاتے ہوئے فرمایا کہ انہیں خاص طرح کی روشنائی کی ٹیوبوں (ink cartidge) سے بھرنا پڑتا ہے۔ قلم خریدتے وقت میرے ذہن میں یہ خیال نہ تھا کہ ربوہ میں ایسی روشنائی والی ٹیوبیں ملنا ممکن نہیں۔ حضور نے ہمیں دکھایا کہ انہوں نے اس قلم کی روشنائی والی پرانی ٹیوب میں ہی ایک سوراخ کر کے اسے عام روشنائی سے بھر لیا تھا تاکہ اسے دوبارہ استعمال میں لایا جاسکے۔

حضور کی یہ انکساری اس بات کی نشاندہی کرتی تھی کہ کفایت شعاری اور خدا کی نعمتوں کی قدر کرنا کتنا ضروری ہے۔ اس چیز کو حضور اپنے دور خلافت میں بھی افراد جماعت کے دلوں میں بٹھاتے رہے۔ پر میں یہ سبق اسی وقت اپنے پلے باندھ چکا تھا۔

ان ملاقاتوں سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ساتھ میرا ایک دلی تعلق قائم ہو چکا تھا۔ حضور کا مجھ پر بہت لطف و کرم تھا۔ 70ء کی دہائی میں میرا اکثر ربوہ جانا ہوا کرتا تھا اور میں جب بھی ربوہ جاتا تھا آپ کو ضرور تلاش کیا کرتا تھا تا ملاقات ہو جائے۔ ایک دفعہ میں سرینگر کشمیر گیا۔ دوران سفر اور خاص طور پر قادیان میں نے کئی انگریزی نظمیں کہیں۔ ایک بار جب کہ ہم سہ پہر کی چائے پی رہے تھے تو حضور نے مجھ سے فرمائش کی یا شاید میں نے عرض کی کہ میں کچھ نظمیں سناؤں۔ بہرحال میں نے اپنی وہ نظمیں حضور کو ترنم سے سنائیں۔ جنہیں حضور بہت انہماک سے سنتے رہے اور جس مصرعے کی تکرار ہوتی اسے خود بھی ساتھ گنگناتے۔ اس دوران حضور کی ایک چھوٹی صاحبزادی بھی جب کمرے میں آ گئیں تو حضور نے انہیں بھی اپنے ساتھ نظمیں پڑھنے میں شامل کر لیا۔

آپ جب بھی امریکہ اور یورپ کے دوروں پر ہوتے تو اکثر میرے گھر بھی تشریف لاتے۔ اس وقت میں ایک چھوٹے سے مکان میں اپنی بیوی ہدایت بیگم سوکیہ کے ساتھ جن کا تعلق ماریشس سے تھا رہتا تھا۔ حضور بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہمارے گھر آتے چائے کے ساتھ ساتھ آپ میری صحت اور کام کے متعلق بھی پوچھتے رہتے اور میرے سوالات کے جواب بھی دیتے رہتے۔ آپ بہت محبت و شفقت سے پیش آتے اور سگے بھائیوں سے بڑھ کر اپنائیت کا اظہار کرتے۔ آپ خود کو کبھی بھی عام لوگوں سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے کہ آپ خاندان مسیح موعود سے ہیں۔ آپ اس تعلیم کے کہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں بہترین مظہر تھے۔ بہرحال آپ قریبی رشتہ داروں سے بھی بڑھ کر محبت کرنے والے تھے۔ آپ فطرتاً بہت خوش مزاج اور کھلے دل کے تھے۔ آپ میں کسی قسم کی شوخی، بدمزاجی اور غرور کا شائبہ تک نہیں تھا۔

مجھے یاد نہیں کہ یہ واقعہ حضور کی خلافت سے پہلے کا ہے یا آپ کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد کا۔ بہرحال ایک احمدی بھائی نے مجھے فون کر کے بتایا کہ حضور انور بیت فرینکفرٹ میں کام کرنے والے تمام احباب کے ساتھ قریبی کیفے میں کافی پینے گئے ہیں۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی وہاں آ رہے ہیں۔ میرا گھر بیت سے بہت دور تھا لیکن حضور کے ساتھ کافی پینے کا یہ موقع میں ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ سو میں نے اپنے بچے کھچے پیسے اکٹھے کئے، ٹیکسی منگوائی اور جنگل میں بنائے گئے کیفے کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضور کیفے میں احمدی احباب میں خوش باش بیٹھے ہوئے تھے۔ تمام احباب کو ایک ایک کیک لینے کی اجازت تھی۔ جب سب نے اپنے کیک لے لئے تو حضور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ وہ ہر پلیٹ میں سے تھوڑا تھوڑا کیک چکھیں گے۔ انہوں نے ایک کانٹا لیا اور ہر کیک میں سے تھوڑا تھوڑا کھایا۔ میرا پسندیدہ کیک (Ananas Ruhrkuchen) جو کہ اناس کی آمیزش سے بنتا ہے جو حضور کو بہت پسند آیا اور آپ نے اس کی تعریف بھی کی۔

میری حضور سے ہمیشہ خط و کتابت رہی۔ خلافت سے پہلے بھی اور آپ کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد بھی۔ خلافت سے پہلے آپ خطوط کے جواب ہمیشہ اپنے ہاتھ سے لکھتے۔ کئی بار بڑے طویل خطوط بھی لکھے جو محبت اور ہمدردی اور دلداری سے لبریز ہوتے۔ صرف ایک بار حضور نے غصہ کا اظہار کیا۔ جب آپ نے اسلام آباد میں جرمن سفارت خانے کے کارکنان کا ویزا وغیرہ کے حصول کے لئے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ غیر اخلاقی برتاؤ دیکھا۔ میں تو اس سلسلہ میں صرف دعا ہی کر سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل اور ہدایت دے۔

حضور جب باقاعدگی سے جرمنی کے دورہ جات کرنے لگے تو جماعت جرمنی نے آپ کے اعزاز میں تقریبات و پریس کانفرنسز منعقد کروانے کا اہتمام کیا اور خصوصاً دعوت الی اللہ کی نشستوں کا۔ حضور کو پریس کانفرنسز کے ذریعہ پیغام پہنچانے کا طریقہ کار پسند نہیں آیا۔ کیونکہ یہ روابط بڑھانے کا مؤثر ذریعہ نہ تھیں بلکہ یہ رسمی ہی رہیں اور صحافی بھی رسمی سوال و جواب ہی کرتے اور ان کی دلچسپی بھی رسمی ہی تھی۔ لہٰذا جماعت نے یہ طریقہ کار ترک کر دیا اور اس کے بجائے بڑی دعوت الی اللہ کی نشستوں کا انعقاد کرنے لگی۔ ان نشستوں کے لئے ترجمان کے طور پر مجھے چنا گیا تاکہ میں لوگوں کے سوالوں کا انگریزی میں ترجمہ اور حضور کے جوابات کا جرمن زبان میں ترجمہ کر سکوں۔ یہ ایک اعجاز تھا کہ جب میں حضور کے ساتھ بیٹھتا تو میرے دل سے سارا خوف نکل جاتا اور جھجک جاتی رہتی۔ ظاہر ہے ان نشستوں سے پہلے بھی میں بہت دعائیں کیا کرتا تھا لیکن یہ سراسر حضور کی قربت کا اعجاز تھا کہ میں ایسی عمدہ کارکردگی پیش کر سکا۔ پھر مجھ میں ایسا ملکہ پیدا ہو گیا کہ حضور کے دیئے گئے جوابات، جو اکثر کافی لمبے ہوا کرتے تھے، میرے ذہن پر بغیر کسی قسم کے نوٹس بنانے کے نقش ہو جاتے تھے۔ جس طرح کہ کسی چیز کو ریکارڈ کر لیا جائے اور بٹن دبانے سے چل پڑے۔ اگر میں کچھ بھول جاتا تو بلا خوف و جھجک حضور سے درخواست کرتا کہ ذرا دہرا دیں یا بتا دیں۔ ایک مرتبہ حضور کے بہت لمبے جواب کا میں نے بہت مختصر ترجمہ کیا۔ حضور کو بھی پتا چل گیا تو آپ نے مسکراتے ہوئے سامعین سے فرمایا کہ میری اتنی لمبی وضاحت کو انہوں نے دو جملوں میں بیان کر دیا ہے۔ لیکن حضور نے مجھے مزید ترجمہ کے لئے نہ کہا بلکہ اگلے سوال کی طرف متوجہ ہو گئے۔

میرے لئے ان دعوت الی اللہ کی نشستوں میں سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ حضور انتہائی صبر اور توجہ سے مخاطب سے پیش آتے۔ حضور نے کبھی بھی عام سوالات کا، جو ان سے اس سے قبل بھی کئی مرتبہ کئے جا چکے ہوتے، ایک ہی جواب نہیں دیا کرتے تھے اور نہ ہی آپ عام اور ہمیشہ استعمال ہونے والے دلائل دیتے بلکہ آپ سوال کرنے والے کو پرکھ کر اور اس کے ذوق اور ذہنی استعداد کے مطابق الفاظ کا چناؤ کیا کرتے اور ہر مرتبہ سوال کا نئے زاویہ سے جواب دیتے۔ لوگوں کی بے جا ضد، احمقانہ اور مغرورانہ رویہ کے باوجود حضور کی خوش مزاجی اور مسکراہٹ میں کوئی فرق نہ آتا۔ ایک بار ایک سوال کے طویل اور مدلل جواب دینے کے باوجود جب سوال کرنے والا اسی سوال پہ بار بار اصرار کرنے لگا اور درمیان میں ٹوکنے بھی لگا تو حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تو اپنی پوری کوشش کی ہے آپ کو مطمئن کرنے کی لیکن معذرت کے ساتھ کہ اس سے زیادہ اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ چاہے کیسے ہی سوالات ہو رہے ہوں حضور کبھی بھی کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہ کرتے بلکہ ہر قسم کے سوال کا آپ کے پاس معقول اور تیر بہدف جواب موجود ہوتا۔ یہ دعوت الی اللہ کی نشستیں، جبکہ حضور جرمنی تشریف لاتے، میری زندگی کے بہترین دن ہوتے اور اس سے میری علمی اور ذہنی ترقی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضور کے ساتھ ہونے والی ان سوال و جواب کی محافل کے ذریعے میرے ہاتھ علم کا ایک خزانہ آ گیا اور حکمت کے موتی مجھے عطا ہوئے اور ایک ایسا انمول خزانہ مجھے ملا، جن سے میں ان دعوت الی اللہ کی نشستوں میں بھی فائدہ اٹھاتا ہوں جن میں مجھے بطور مقرر جواب دینے کے لئے بلایا جاتا ہے۔

یہ (80) کی دہائی کا آخر تھا جب حضور برلن تشریف لائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب ابھی مشرقی اور مغربی جرمنی کو دیوار نے جدا کر رکھا تھا۔ حضور کی اور احباب جماعت کی یہ دلی خواہش تھی کہ حضور برلن کا مشرقی حصہ بھی دیکھ سکیں۔ لیکن یہ اتنا آسان نہ تھا کیونکہ دیوار برلن ابھی موجود تھی اور حضور کو اس پار جانے کے لئے ایک خاص ویزے کی ضرورت تھی۔ ایک احمدی دوست کو کسی طرح کچھ گھنٹوں کے لئے وہاں جانے کا اجازت نامہ مل گیا اور ہم تقریباً 10 احمدی حضور کے ساتھ سرحد پار گئے۔ مشرقی برلن کی حالت کو دیکھ کر حضور کو بہت افسوس ہوا اور قدرے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مشرقی جرمنی (DDR) کی حکومت کے دعوے تو کچھ اور تھے اور حقیقت میں ان کی حالت آج کچھ اور ہے۔

چونکہ میرے علم میں تھا کہ حضور کو شہد پسند ہے اس لئے میں نے جب ایک دکان کی کھڑکی میں شہد کی کچھ بوتلیں دیکھیں تو حضور کے لئے ایک بوتل خریدنے دکان کے اندر گیا۔ حضور دوسرے احمدی کے ساتھ دروازے کے باہر انتظار کرتے رہے۔ میں حضور کے لئے یہ تحفہ نہ لا سکا کیونکہ باہر صرف دکھاوے کے طور پر چیزیں رکھی گئی تھیں اور اندر شہد موجود نہ تھا۔ حضور کو شہد نہ ملنے پر تھوڑا سا افسوس تو ہوا لیکن حضور کو یہاں کی پسماندگی دیکھ کر زیادہ دکھ

تھا۔ہم بڑی سڑک سے اتر کر پھر ایک چھوٹی گلی میں داخل ہوگئے۔ یہاں ہم حضور کے گرد جمع ہوگئے جہاں حضور نے دعا کروائی۔ ظاہر ہے میں نے اپنی دعا میں جرمنی کے پھر سے ایک ہونے کے لئے بھی دعا کی۔ دعا بہت لمبی تو نہ تھی مگر حضور نے بے حد انہاک کے ساتھ کروائی اور اس کے بعد ہم واپس مغربی برلن آ گئے۔

ان دنوں میں حضور کو اللہ کی طرف سے "Friday The 10th" والا الہام ہوا تھا۔حضور نے اپنے کئی خطبوں میں اس اہم اور معنی خیز الہام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے پورا ہونے کے کئی امکانات کا اظہار کیا۔ اس ضمن میں بہت سے واقعات بھی اس کے ساتھ جوڑے جاچکے ہیں۔میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس الہام کا تعلق اس واقعہ سے تھا جو برلن میں 9 نومبر 1989ء ء کے دن پیش آیا اور بارہ بجے کے کچھ دیر بعد اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ عام طور پر 9 نومبر دیوار گرنے کا دن سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکومتی دستاویز میں اس کا باقاعدہ اعلان 12 بجے کے کچھ دیر بعد ہوا۔ یعنی جمعے کے دن 10 تاریخ کو۔ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ حضور نے مشرقی برلن میں یہ دعا کی تھی کہ کمیونزم کا یہ دور ختم ہو جائے اور روس کی طرف راہیں کھل جاویں۔تا کہ حضرت مسیح موعود سے کئے جانے والا وعدہ پورا ہو کہ میں روس میں احمدیوں کو ریت کے ذروں کی طرح پھیلے ہوئے دیکھتا ہوں اور زار روس کا عصا مجھے دیا گیا ہے۔حضور کی تاریخی شہر برلن کے مشرقی حصے میں کی جانے والی دعا اللہ کے حضور یقیناً مقبول ہوئی اور اس الہام میں جس میں جمعے کی 10 تاریخ نومبر 1989ء کے واقعے کی طرف اشارہ تھا اپنی قبولیت پا گئی۔

حضور ہمیشہ میری نظموں کو بہت سراہتے اور خوش ہوتے تھے۔ایک جرمن احمدی کو ملاقات کے دوران فرمایا کہ یہ بظاہر دیکھنے میں بہت سیدھی سادی ہوتی ہیں لیکن ان کی تاثیر بہت گہری ہے۔ حضور کا میری نظمیں پسند کرنا مجھے اور لکھنے کی طرف مائل کرتا تھا۔ایک دفعہ میں اپنے گھر میں لیٹا ہوا تھا اور MTA پر حضور کا انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ایک پروگرام آ رہا تھا۔ جب میری آنکھ کھلی تو ایک خاتون کوئی انگریزی نظم سنا رہی تھیں۔ میں اس نظم کو توجہ سے سننے لگا اور اس کے معیار کا اپنی شاعری سے مقابلہ کرنے لگا۔ مجھے یہی محسوس ہوا کہ یہ شاعری میری شاعری سے بہت بلند ہے۔ جب ان احمدی خاتون نے نظم ختم کی اور بغیر شاعر کا نام بتائے بیٹھ گئیں تو حضور نے فرمایا کہ غالباً یہ نظم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی ہے تو ان خاتون نے اثبات میں جواب دیا۔ ایک دفعہ عالمی شوریٰ کے موقع پر جو لندن میں منعقد ہو رہی تھی دوران وقفہ حضور نے مجھ سے نظم سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ گویا مجھے جماعت کے چنیدہ لوگوں کے سامنے بھی اپنی نظم سنانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ بعد میں میں نے حضور سے اپنا کلام چھاپنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضور کے ساتھ میری بہت سی ایسی یادیں بھی وابستہ ہیں جو بے حد ذاتی ہیں اور جن کا میں سب کے سامنے تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن وہ سب لمحات چاہے حضور کے جرمنی آنے کے دوران یا جرمنی میں سفر کے دوران ہوں یا ذاتی یا فیملی ملاقات کے ہوں اور وہ سب باتیں جن کا حضور نے خطبوں میں یا ایم ٹی اے کے پروگراموں میں ذکر کیا وہ تمام باتیں میری زندگی میں آج بھی زندہ و جاوید ہیں اور زندگی کے سفر میں ایک مشعل راہ ہیں۔ آپ کے گفتگو اور دعوت الی اللہ کے انداز اور طریقہ سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا اور میں آپ کی ذہانت کو سراہنے کی کوئی حد نہیں پاتا۔ اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اپنی محبت اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ آمین۔ جب مجھے آپ کی وفات کی خبر ملی تو میں دیر تک بلک بلک کر روتا رہا۔ اپنے آپ کو کچھ سنبھالنے کے بعد میں نے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم میں نے لندن سے واپس فرینکفرٹ آتے ہوئے کہی۔ یہ بات میرے لئے باعث عزت و رحمت ہے کہ میں بھی انتخاب خلافت کمیٹی میں شامل ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب عمل میں آیا۔ خلیفۃ المسیح الرابع نے مجھے انتخاب خلافت کمیٹی میں شامل کر دیا تھا جو ان کی وفات تک راز تھی۔ فجزاھم اللہ

ہدایت اللہ ہبش صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے

کیسی صبح آئی کہ سایہ ہم سے جدا ہو گیا
اور غم کی تلوار ہماری روح کے اندر تک اتر گئی
اے خدا ہمارے جان و دل سے پیارے امام کو
تو نے اپنے فرشتوں کے ذریعے اپنے پاس بلا لیا
ہم پھر ایک مرتبہ، سر کے بغیر جسم کی طرح ہو گئے
یا خون کے بغیر دل کی طرح
اے میری روح! آسمان کے دروازے پر دستک دے
اور اپنے آنسوؤں کے ساتھ ہزاروں شمعیں روشن کر
جو خزائن اس نے ہمیں دیئے
کون اس کی قیمت کا اندازہ کر سکتا ہے؟
صرف وہی جس نے محبت کی آنکھوں سے اسے دیکھا
اس ہمارے دور میں کوئی بھی علم کے معاملہ میں اس سے برتری نہ لے جاسکا
کیونکہ اس نے علم خدا تعالیٰ سے حاصل کیا تھا۔ جو اس کے قریب تھا
اس کے رخصت ہونے سے بہت پہلے ہم نے اس کے پُر جوش خطابات سنے
بابرکت کلمات، محبت کی شیرینی سے پر اور ہماری تکلیفوں کے غموں میں ڈوبے ہوئے
اے ہمارے آقا! اس نے ہمیں کبھی اکیلا نہ چھوڑا
بلکہ ہمیشہ تیری امان میں لے کر چلتا رہا۔
تا کہ...... پوری دنیا میں فتحیاب ہو جائے
ایک مرتبہ پھر خدا تعالیٰ نے روح القدس کو اتارا
ایک مرتبہ پھر جماعت کے غم کو خوشیوں سے بدل دیا
اور نئے خلیفہ ہمیں عطا کئے جو ہماری راہنمائی فرماتے ہیں
تا کہ ہم احمدیت کی عمارت کو پھولوں سے سجا دیں

☆..................☆..................☆

مکرم لئیق احمد طاہر صاحب

محترم سید منصور احمد بشیر صاحب مربی سلسلہ

خاکسار 1959ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوا۔ چند سال بعد سید منصور احمد بشیر صاحب بھی اسی بے نظیر مادر علمی میں داخل ہو گئے۔ آپ کے چہرے پر شرافت اور تقویٰ کے نمایاں آثار نظر آتے تھے۔ آپ کے تقویٰ اللہ کی ایک مثال جو آپ نے ایک بار باتوں باتوں میں زمانہ طالب علمی میں مجھے بتائی وہ ہمیشہ کیلئے میرے دل پر نقش ہو گئی۔ میں نے یہ واقعہ برطانیہ میں کئی تقاریر میں بیان کیا اور ہمیشہ احباب جماعت نے غیر معمولی روحانی سرور حاصل کیا۔ وہ واقعہ یہ ہے آپ نے بتایا کہ بی ایس سی سال دوئم کے سالانہ امتحان ہو رہے تھے۔ایک پرچہ میں ایک سوال کا جواب آپ کو یاد نہیں تھا۔ آپ باقی کا پرچہ حل کر کے۔ اس سوال کے جواب پہ غور و فکر کرتے رہے۔ لیکن ساری کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ جب ممتحن نے آپ کو پریشان دیکھا تو چپکے سے آپ کے کان میں جواب بتا کر چلا گیا۔ اب آپ دُہرے امتحان میں پھنس گئے۔ جواب نہ لکھیں تو سال ضائع ہوتا تھا اور اگر جواب لکھ دیں تو یہ جواب آپ کی کسی محنت کا پھل نہیں تھا۔ آپ سوچتے رہے اور پھر فیصلہ کیا کہ فیل ہونا منظور۔ عمر عزیز کا ایک سال ضائع کرنا منظور والدین پر ایک سال کی پڑھائی کے گراں مایہ اخراجات ڈالنا منظور لیکن ممتحن کا خاموشی سے کان میں بتایا ہوا جواب۔ ہر گز ہر گز نہ لکھوں گا۔ آپ وہ سوال حل کئے بغیر پرچہ دے کر آ گئے۔ اور فیل ہو گئے اور اگلے سال بی ایس سی کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہو گئے۔ اور نہایت امتیاز کے ساتھ ساری زندگی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت بے ریاء منکسر المزاج زبردست قوت عمل کے مالک خادم سلسلہ تھے۔

2005ء میں خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف نو کے چند طلبہ کے ساتھ کینیڈا کا جامعہ دیکھنے کیلئے بھجوایا۔ نیاگرا فال سے کچھ فاصلہ پر برلب سڑک ایک جماعت قائم ہے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں۔ ہمارے بچپن کے زمانہ کے ہاکی کے مایہ ناز کھلاڑی جنہیں ان کے والد حضرت مولانا ارجمند خان صاحب بھی لپہ کے نام سے خطاب فرماتے تھے۔ جناب لپہ صاحب بھی ان چند احباب میں شامل تھے۔ جنہوں نے ہمارا استقبال اپنی بیت الذکر میں کیا۔ نمازیں پڑھیں چائے وغیرہ کے بعد کھانے کے لئے ایک احمدی کے گھر گئے جو غالباً بیت الذکر سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ان صاحب نے بتایا کہ مکرم منصور احمد بشیر صاحب نے جس بے لوث قربانی کے ساتھ کینیڈا میں جماعتیں قائم کی ہیں آج اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ دور دراز کے علاقوں میں بسوں اور ریل پر جاتے اور میل ہا میل پیدل چل کر احمدیوں سے ملتے۔ وہ بتاتے تھے کہ ان کا مکان چونکہ سڑک سے بہت فاصلہ پر ہے۔ مکرم منصور احمد صاحب بس سے اتر کر اپنا بیگ اور لٹریچر وغیرہ اٹھائے ہوئے ان کے گھر پہنچے۔ پھر احباب جماعت اکٹھے کئے جاتے اور یوں جماعت کی شیرازہ بندی ہوتی۔ منصور بشیر صاحب نے ہزار ہا میل کا سفر کیا اور مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں میں جماعتیں قائم کیں۔

آپ کی جفاکشی اور شوق عبادت کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں۔ 64-1963ء میں ہمیں پیدل سفر کروایا گیا۔ یہ جامعہ کی تدریس کا ایک لازمی حصہ تھا۔ 150 میل سے زائد کے سفر میں طالب علم کو صرف 4 آنے خرچ کرنے کی اجازت تھی یا وہ نصف سیر چنے یا صرف دو چپاتیاں لے کر سفر کر سکتا تھا۔ راتوں کو سونے کا انتظام وغیرہ خود ہی کرنا ہوتا تھا۔ دو سے زیادہ طلبہ اکٹھے سفر نہیں کر سکتے تھے تا ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں اور خود اعتمادی کا سبق سیکھیں۔ ہمارے گروپ میں مکرم منصور احمد بشیر صاحب بھی شریک تھے۔ مجھے یاد ہے ہم ربوہ سے جھنگ مگھیانہ، پھر جھنگ صدر سے ہوتے ہوئے نواں لاہور پہنچے اور وہاں سے فیصل آباد اور فیصل آباد سے ربوہ پانچ دن کے بعد 160 میل سے زائد سفر کر کے پہنچے تھے۔ جب ہم دوسرے روز 60 میل کا سفر کر کے جھنگ صدر پہنچے تو سب بخار اور تھکاوٹ سے چور تھے۔ شہری لڑکوں کے لئے 30 میل روزانہ کا سفر بہت جان جوکھوں کا کام ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وضو کرنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ رات ایک بجے کے قریب ہم پوچھ پوچھ کے احمدیہ بیت الذکر پہنچے۔ چوکیدار نے دروازہ کھولنے میں بہت لیت و لعل کیا۔ مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب نے اس حالت میں بھی بڑے جذبہ کے ساتھ نماز کا اہتمام کیا۔ آپ سارے گروپ کے لئے ایک مشعل راہ تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال ایسے لوگوں پر ہی صادق آتی ہے۔ گو آپ کا جسم منحنی تھا۔ لیکن عزم جواں کے مالک تھے۔ آپ نے 30 دسمبر 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پائی۔ کینیڈا کے بانی مربی تھے۔ بعدہ آپ نے افریقہ اور پاکستان وکالت اشاعت میں سالہا سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور بخشش اور محبت کا سلوک فرمائے۔

آمین

☆..................☆..................☆

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 119904 میں نصرت جہاں

زوجہ نعیم احمد راجپوت قوم.... پیشہ خانہ داری عمر 50 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2014 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور طلائی 7 تولے 3 لاکھ 50 ہزار روپے (2) حق مہر 12 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 2 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔نصرت جہاں گواہ شد نمبر 1۔نعیم احمد راجپوت ولد نصیر احمد راجپوت گواہ شد نمبر 2۔ نصیر احمد راجپوت ولد نعیم احمد راجپوت

مسل نمبر 119905 میں امۃ الحفیظ

زوجہ صوبیدار محبوب احمد قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 44 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 ستمبر 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور 2.5 تولہ 1 لاکھ روپے (2) حق مہر 20 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 1 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔امۃ الحفیظ گواہ شد نمبر 1۔ڈاکٹر شوکت علی ولد چوہدری محمد صدیق گواہ شد نمبر 2۔وجاحت احمد ولد لیاقت علی

مسل نمبر 119906 میں عرفان احمد قریشی

ولد جمال احمد قریشی قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 نومبر 2014 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ 1 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد۔عرفان احمد قریشی گواہ شد نمبر 1۔محسن شریف قریشی ولد جمال احمد قریشی گواہ شد نمبر 2۔ بلال احمد قریشی ولد جمال احمد قریشی

مسل نمبر 119907 میں حازم احمد

ولد رحمت اللہ قوم.... پیشہ طالب علم عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 دسمبر 2014 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔حازم احمد گواہ شد نمبر 1۔رحمت اللہ ولد نعمت علی گواہ شد نمبر 2۔محمد اد اللہ شیخ ولد شیخ محمد حنیف

مسل نمبر 119908 میں سیدہ مسلمہ فہیم

زوجہ سید فہیم احمد قوم سید پیشہ نہ داری عمر 26 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 فروری 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور طلائی 44 گرام 2 لاکھ 14 ہزار روپے (2) حق مہر US Dollar 5000 اس وقت مجھے مبلغ 1 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔سیدہ مسلمہ فہیم گواہ شد نمبر 1۔سید فہیم احمد ولد سید وسیم احمد گواہ شد نمبر 2۔سید منیر احمد ولد سید نذیر احمد

مسل نمبر 119909 میں ہالہ احمد

بنت محمد احمد قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر 19 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع و ملک کراچی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 نومبر 2014 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔بالیاں 2 گرام۔ اس وقت مجھے مبلغ 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔ہالہ احمد گواہ شد نمبر 1۔مرزا مبشر تنویر ولد مرزا غلام رسول گواہ شد نمبر 2۔معاذ مجیب ولد عبدالمجیب تبسم

مسل نمبر 119910 میں تنزیلہ عدیل

زوجہ عدیل احمد قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 30 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع وملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) زیور طلائی 3 تولہ 1 لاکھ 32 ہزار 540 روپے (2) حق مہر 30 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 3 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔تنزیلہ عدیل گواہ شد نمبر 1۔عدیل احمد ولد خلیل احمد گواہ شد نمبر 2۔محمد سلیم شاہد ولد محمد اسماعیل

مسل نمبر 119911 میں امۃ المومن

زوجہ خلیل احمد قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 56 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع وملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔نقد 10 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 600 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔امۃ المومن گواہ شد نمبر 1۔سعد احمد ولد فرخ حمید گواہ شد نمبر 2۔عدیل احمد ولد خلیل احمد

مسل نمبر 119912 میں ماریہ طاہر

زوجہ طاہر محمود قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر 22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع وملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج دی گئی ہے۔(1) حق مہر 60 ہزار روپے (2) زیور طلائی 1.5 تولہ 66 ہزار 270 روپے اس وقت مجھے مبلغ 1 ہزار 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔ماریہ طاہر گواہ شد نمبر 1۔عدیل احمد ولد خلیل احمد گواہ شد نمبر 2۔محمد سلیم شاہد ولد محمد اسماعیل

مسل نمبر 119913 میں خلیل احمد

ولد محمد اکمل قوم آرائیں پیشہ بے روزگار عمر 57 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع وملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی ہے۔نقد 1 لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ 3 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔خلیل احمد گواہ شد نمبر 1۔سعد احمد ولد فرخ حمید گواہ شد نمبر 2۔عدیل احمد ولد خلیل احمد

مسل نمبر 119914 میں محمود احمد

ولد شوق محمد قوم جٹ پیشہ غیر ہنرمند مزدوری عمر 65 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع و ملک اسلاآباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ 3 ہزار 200 روپے ماہوار بصورت مالی مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے العبد۔محمود احمد گواہ شد نمبر 1۔سعد احمد ولد فرخ حمید گواہ شد نمبر 2۔راجہ داؤد احمد ولد راجہ محمد یونس

مسل نمبر 119915 میں طارق محمود

ولد محمود احمد قوم جٹ پیشہ ڈرائیور عمر 39 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع و ملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (1) مکان 2 مرلہ (2) مکان 10 مرلہ ۔اس وقت مجھے مبلغ 8 ہزار 800 روپے ماہوار بصورت ڈرائیونگ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے ۔العبد۔طارق محمود گواہ شد نمبر 1۔سعد احمد ولد فرخ حمید گواہ شد نمبر 2 ۔راجہ داؤد احمد ولد محمد یونس

مسل نمبر 119916 میں نسرین اختر

زوجہ طارق محمود قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 35 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع وملک اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2015 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔زیور طلائی 4 تولہ 1 لاکھ 76 ہزار 720 روپے اس وقت مجھے مبلغ 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامۃ۔نسرین اختر گواہ شد نمبر 1۔سعد احمد ولد فرخ حمید گواہ شد نمبر 2۔راجہ داؤد احمد ولد محمد یونس

تبصرہ کتب

ہجر حویلی

نام کتاب: ہجر حویلی (مجموعہ کلام)
شاعر: طاہر بٹ
کل صفحات: 103

طاہر بٹ اردو شاعری کے افق پر نمودار ہونے والا ایک نیا ستارہ ہے۔امید کی جاسکتی ہے کہ اگر یہ اسی طرح محنت، خلوص اور لگن سے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں گے اور خوب سے خوب تر کی سعی کرتے رہیں گے تو یقیناً آنے والے دنوں میں اس میدان میں اپنے لئے ایک مقام بنانے میں کامیاب ہوں گے۔

ان کی کتاب ہجر حویلی اپنے اندر ایک بھرپور تاثر لئے ہوئے ہے اس میں اردو شاعری سے لگاؤ رکھنے والے احباب کے ذوق سخن کی تسکین کا خاصا سامان موجود ہے۔اللہ اور اس کے رسولؐ سے پیار اور سچے عشق کا اظہار ان کی شاعری کا نمایاں پہلو ہے اس کے ساتھ ساتھ مسیحائے زماں اور ان کے خلفاء سے عقیدت اور والہانہ محبت کے جذبات کا خوبصورت انداز میں بیان بھی آپ کی شاعری کے دامن کو سجائے ہوئے ہے۔اسی طرح ان کی شاعری میں عقیدہ اور مسلک سے پختہ وابستگی کا پہلو بھی نمایاں ہے۔

دیار غیر میں ہجر کے آزار سہنے والے اس شاعر کا حساس دل بڑی شدت کے ساتھ اپنے وطن کو یاد کرتا اور اس کی محبت کے گیت گاتا نظر آتا ہے۔غرض ان کی منتخب شاعری کے اس مجموعہ میں سچائی، خلوص، محبت، عشق و وفا، صبر و رضا اور عزم و یقیں کے پہلوؤں کو بڑے سلیقے سے اجاگر کیا گیا ہے۔

بقول پروفیسر مبارک احمد عابد

طاہر بٹ نے اپنی دھڑکنوں کو خوش سلیقگی سے حرفوں میں سمونے کی دلپذیر کوشش کی ہے۔ان کے اشعار میں فن اور سخن سے سچی محبت جھلکتی ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر عبدالکریم خالد کی رائے میں طاہر بٹ کی شاعری کا لہجہ نرم خو اور گرم جو کیفیتوں کے تال میل سے ابھرتا ہے اس میں حالات کی ستم ظریفیوں کا گلہ بھی ہے اور زندگی کے آزار کا صلہ بھی۔

اللہ کرے کہ جناب طاہر بٹ کی یہ مشق سخنوری جاری رہے اور وہ اپنی محبتوں اور عقیدتوں کے اظہار کے اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔آمین

خوبصورت سرورق اور معیاری طباعت کے ساتھ یہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔

اس کتاب میں سے چند منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

شاہ کونین ہو تم، سید الوریٰ تم ہو
تاج نبیوں کے ہو تم شاہ اصفیاء تم ہو

....

اس کی باتوں کی خوشبو سے
دل کی دنیا صندل صندل

....

چھو لے گر تجھ کو کوئی یاں شفا پا جائے
چارہ گر ایسے ہو تم ایسے مسیحا تم ہو

....

دل پہ لپکے ہے کوئی بجلی سی
جب بھی اس کا خطاب ہوتا ہے

....

ہے ربط جاں اس شخص کا یوں آسماں سے جڑا ہوا
کہ ہے دیکھنے میں وہ بولتا پر بولتا کوئی اور ہے

....

میرے وطن تو جہاں کا نگار ہو جائے
تیرے وجود پہ طاری بہار ہو جائے

....

میں کہاں طاہؔر کہاں ذوقِ سخن کے سلسلے
شاعری مجھ پر ہوئی طاری تیرے جانے کے بعد

(پروفیسر عبدالصمد قریشی)

مظہر قدرتِ خُدا

مظہر قدرتِ خُدا ہے وہ
بخدا سچ، کہ با خدا ہے وہ
امن صورت، خدا کی پرچھائیں
اپنی ڈھارس وہی، دعا ہے وہ
کچھ نہیں خوف کہ بفضل خدا
میری کشتی کا ناخدا ہے وہ
پورا ہفتہ رہوں نہ کیوں مسرور
ہر 'جمعۂ' مجھ سے بولتا ہے وہ
ہے جو طارق سرائے دل آباد
اس میں رب کا دیا دیا ہے وہ

طارق احمد مرزا

آندرے آس لینگویج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھئے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423, 0476213372

ایم ٹی اے کے پروگرام

25۔اگست 2015ء

1:10 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
4:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 21۔اگست 2015ء
5:10 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:15 am	منتخب تحریرات مبارکہ حضرت مسیح موعود
11:45 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء دوسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
2:45 pm	حضور انور کا خواتین سے خطاب۔ جلسہ سالانہ یوکے 2015ء دوسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
6:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء دوسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
10:25 pm	یسرنا القرآن

26۔اگست 2015ء

12:25 am	حضور انور کا خواتین سے خطاب، جلسہ سالانہ یوکے 2015ء دوسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
6:55 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء دوسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
11:00 am	تلاوت قرآن کریم الترتیل
11:50 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء تیسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
3:30 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء عالمی بیعت (نشرمکرر)
6:20 pm	حضور انور کا خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2015ء تیسرے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
10:25 pm	فقہی مسائل الترتیل Faith Matters

ڈاڈاتحریک

☆1916ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ سے ادب اور مصوری کی ایک نئی تحریک کا آغاز ہوا جسے ڈاڈا تحریک کا نام دیا گیا۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

ربوہ میں طلوع وغروب 24۔اگست

طلوع فجر	4:12
طلوع آفتاب	5:36
زوال آفتاب	12:10
غروب آفتاب	6:45

ایم ٹی اے کے آج کے اہم پروگرام

24۔اگست 2015ء

6:30 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء اختتامی تقریب (نشرمکرر)
11:30 am	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
12:30 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 21۔اگست 2015ء
1:30 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
3:45 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پرچم کشائی اور پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)
8:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 21۔اگست 2015ء
9:20 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پرچم کشائی اور پہلے دن کی کارروائی (نشرمکرر)

تاج نیلام گھر
ہر قسم کا پرانا گھریلو اور دفتری سامان کی خرید و فروخت کیلئے تشریف لائیں۔ مثلاً۔فرنیچر،کراکری،A-C،فریج، کارپٹ، جوسر گرائنڈر اور کوئی بھی سکریپ
رحمٰن کالونی ڈگری کالج روڈ ربوہ
فون: 047-6212633
0321-4710021,0337-6207895

CASA BELLA
Home Furnishers
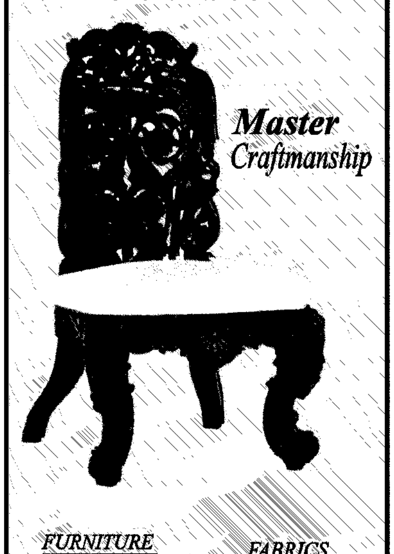
Master Craftmanship
FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
E-mail: mrahmad@hotmail.com
FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952
A Complete Range of Furniture, Accessories Wooden Flooring

FR-10